پائیدار ترقیاتی ہدف صنفی برابری اسلامی احکامات کی روشنی میں
Sustainable Development Goal Gender Equality in the Light of Islamic Teachings

*انیلہ گل[1] **ڈاکٹر سجاد احمد[2]

Abstract

United Nations Sustainable Development Goals are signed by the member countries in 2015 to achieve global goals for the development and peace of this world, planet and all human beings. One of these goals is gender equality on number fifth. In all the world gender discrimination is a major problem especially female are not given their rights. They are physically and sexually abused and in some areas not even treaded as a human being. This goal aims to fulfill the rights of women and girls in all aspects.

Islam is the religion of peace, justice and equality. Islamic teachings provide shelter to every gender without any discrimination. Islamic teachings balanced the rights and duties of man and woman. In some areas if not equal than there are major reasons to protect women and girls and that is purely for their betterment. This research based on qualitative methodology is about gender equality goal in the light of Quran and Hadith and to through light upon difference between women rights and women freedom (Haqooq-e-Niswan or Azadi-e-Niswan).

Key words: Sustainable Development Goals, Islam, Equality, Girls

[1] ریسرچ اسکالر، ایم فل اسلامیات ، الحمد اسلامک یونیورسٹی، کوئٹہ۔
[2] اسسٹنٹ پروفیسر (Adjunct), الحمد اسلامک یونیورسٹی ، کوئٹہ.

اقوام متحدہ کے اس ہدف 5 کا تعلق حقوقِ نسواں، عورتوں کی خود مختاری،سماجی و معاشی ترقی اور آسودہ حالی سے ہےبلکہ دونوں صنفوں کی برابری مقصود ہے۔خواتین کا کردار خوراک کی پیداوار، معاش، ملکی ترقی، استحکام اور پائیدار خوشحالی میں مردوں کے برابر اور اہمیت کا حامل ہے۔پڑھی لکھی عورت پورے خاندان اور قوم کی ترقی کا ضامن بنتی ہے۔معاشی لحاظ سےخود مختار خواتین صنفی برابری کے قیام کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ اس لیے ضروری امر ہے کہ خواتین کی وسائل تک رسائی اور فیصلہ سازی کے عمل میں روکاوٹیں نہ آئیں تاکہ مرد و زن معاشرے کی ترقی میں معاون طور پر اپنا کردار نبا سکیں۔ پھرمعاشرے میں ہر طرف خواتین کی حق تلفی ہو رہی ہے، ہر گوشے میں امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔خواتین اور بچیاں جسمانی تشدد اور جنسی استحصال کا شکار ہیں۔ اس ہدف میں کم عمری کی شادی بھی ایک اہم بحث ہے جس کو عالمی سطح پر ظلم اور جبر گردانا جا رہا ہے۔جہاں یہ خواتین دیہی علاقوں میں روزگار کے لیے مردوں کے برابر محنت کرتی ہیں پھر اجرت یا انھیں نہیں ملتی یا بہت قلیل اجرت پر کام کروایا جاتا ہے اُنھیں ان کا مکمل معاوضہ دیا جائے۔خواتین کو بینک اکاونٹ، ہنر مندی اور ٹیکنالوجی تک رسائی حاصل ہونی چاہیے۔ خواتین کے ساتھ ادب و احترام، با وقار اور منصفانہ رویہ رکھا جائے اور انھیں صحت،جائیداد،تعلیم، قیادت اور فیصلہ کرنے کے حقوق دیئے جائیں۔

پائیدار ترقیاتی ہدف صنفی برابری کا پسِ منظر:

اقوامِ متحدہ نے ستمبر2000 میں آٹھ عالمی اہداف متعین کیے جنھیں ہزاریہ ترقیاتی اہداف(MDGs) کا نام دیا گیا۔ان اہداف کے لیےمتعین مدت 2015 تھی۔ یہ اہداف مکمل طور پر ناکام ہوئے۔ ان اہداف کی ناکامی کے بعد انھیں پائیدار ترقیاتی اہداف(SDGs) میں شامل کیا گیا اور ناکامی کے تمام وجوہات کومٹا دیا گیا۔ ان اہداف کو تمام رکن ممالک نے من و عن تسلیم کیا جس کا مقصد تمام اقوامِ عالم کے لیےمشترکہ طور پر ترقی کی راہ ہموار کرناہے۔دنیا کی نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہے لہذا ان مرد و زن کے برابر حقوق و فرائض کو یقینی بنانا ان میں سے اہم ہدف ہے۔ پائیدار ترقیاتی اہداف 2015 سے 2030 تک تکمیل تک پہنچانے ہیں جو 17 اہداف ہیں ۔ اقوامِ متحدہ نےخواتین کے خلاف ہر قسم کے

امتیازی سلوک کے خاتمے کا کنونشن نیویارک میں 18 دسمبر 1979کو پیش کیا گیا جس کا مقصد خواتین کو ان کے حقوق اور احترام مہیا کرانا تھا جس کو ان اہداف میں صنفی مساوات کے نام سے شامل کیا گیا ۔ اقوامِ متحدہ نےپائیدار ترقیاتی اہداف کے ایجنڈا 2030 میں اس ہدف کے لیے درج ذیل پالیسی بنائی ہے:

صنفی مساوات اور تمام خواتین اور لڑکیوں کو بااختیار بنانے کا حصول:

- "ہر جگہ تمام خواتین اور لڑکیوں کے خلاف امتیازی سلوک کی تمام صورتوں کا خاتمہ۔
- عوامی اور نجی شعبوں میں تمام خواتین اور لڑکیوں کے خلاف تشدد کی تمام جہتوں سمیت جنسی اور دیگر قسم کے استحصال کو ختم کرنا ۔
- بچپن کی ابتدائی اور جبری شادی اور خواتین کے جنسی تشدد جیسےتمام تباہ کن طرز عمل کو مٹا نا ۔
- عوامی خدمات کی دستیابی کے ذریعے بلا معاوضہ دیکھ بھال اور گھریلو کام، بنیادی ڈھانچے اور سماجی تحفظ کے لئے پالیسیوں اور گھر اور خاندان کے درمیان قومی سطح پر مناسب طور پر مشترکہ ذمہ داری کا فروغ دینا۔
- سیاسی ، اقتصادی اور عوامی زندگی میں تمام تر فیصلہ سازی کی سطح پر خواتین کے لئے مکمل اور مؤثر شراکت اور اس کے مساوی قیادت کے مواقع کو یقینی بنانا۔
- جنسی اور تولیدی صحت اور تولیدی حقوق تک عالمگیر رسائی کو یقینی بنانا ۔

❖ قومی قانون سازی کے مطابق ، اقتصادی وسائل کو خواتین کے برابر حقوق فراہم کرنے کے لئے اصلاحات نافذ کریں اور زمین اور املاک کی دیگر شکلوں ، مالیاتی خدمات ، ورثہ اور قدرتی وسائل کی ملکیت تک رسائی دینا ۔ معلومات اور مواصلات ٹیکنالوجی میں خواتین کی تفویض کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے ٹیکنالوجی کے استعمال کو مضبوط بنانا۔ تمام خواتین اور لڑکیوں کے لئے ہرسطح پر صنفی مساوات کو فروغ دینے کے لئے معیاری پالیسیوں اور قابل اطلاق قانون کو اپنانا اور مضبوط بنانا۔" (1)

صنفی مساوات اور اسلامی احکامات

اللہ عزوجل نے مرد اور عورت کو ایک جسدِ خاکی یعنی حضرت آدم سے پیدا کیا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ دونوں کے حقوق یکساں نہ ہو قرآن پاک میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى﴾([2])

"لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔"([3])

اسلام میں قدر و منزلت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے ہر روپ میں اسلام نے عورت کے حقوق متعین کیے ہیں۔قرآن پاک میں سورہ البقرہ میں اس حوالے سے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾([4])

"عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق اُن پر ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔ اور سب پر اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا موجود ہے۔"([5])

اس آیت میں واضح ہے کہ مردوں اور خواتین کے حقوق یکساں ہیں مردوں کو عورتوں پر ایک قسم کی فضیلت حاصل ہے جو اس آیت میں واضح کیا گیا ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾([6])

" مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بناء پر کہ اللہ نے اُن میں سے ایک کو دوسرے پر فضلیت دی ہے، اور اس بناء پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔"([7])

اس آیت سے واضح ہے کہ عورت صنف نازک ہے اس لیے مرد کو اس کا قوام (محافظ) بنایا گیا ہے۔مرد کو جسمانی لحاظ سے طاقتور بنایا گیا ہے جو عورت کے حقوق میں کمتری کا باعث نہیں ۔ تحفظ کی فراہمی ہی مرد کی سب سے اہم ذمہ داری ہے ۔

"قوام کا لفظ اقامہ سے نکلا ہے ۔ قوام کے معنی یہ نہیں ہیں کہ مرد کو عورت پر ایک درجہ برتری یا فضیلت حاصل ہے بلکہ یہ ہیں کہ مرد کی ذمہ داری ایک درجہ زیادہ ہیں۔"([8])

اسلام و قرآن نے عورت کو بہت ہی باوقار مقام سے نوازا ہے مسئلہ صرف جہالت اور

قرآنی تعلیمات پر عمل پہرہ نہ ہونے سے ہے ۔ ویسے تو اسلام نے عورتوں کے بہت سے حقوق متعین کیے ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

1. تعلیم و تربیت:

اسلام میں تعلیمِ نسواں کی بہت اہمیت ہے۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف خواتین کی تعلیم پر اسلام نے زور دیا بلکہ ہمیں تاریخِ اسلام میں متعدد عالمہ خواتین بھی ملیں گی اور یہ وہ دور تھا جب باقی عالم تعلیمِ نسواں کے تصور سے بھی نالاں تھی تو آج کے دور میں اس کی اہمیت اسلام کی نظر میں کیسے کم ہو سکتی ہے۔تاریخِ اسلام میں خاتوں عالمہ کی مثال اُم المومنین حضرت عائشہ ہیں جن کے بارے میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کی کتاب میں لکھا گیا ہے:

> " وہ نہ صرف یہ کہ علوم دینیہ کی ماہر تھیں بلکہ دیگر علوم مثلاً طب پر بھی ماہرانہ دسترس رکھتی تھیں۔ نبی کریمﷺ کے پاس آنے والے وفود جب حضورﷺ ان سے گفتگو کرتے تھے تو آپ اس گفتگو سے حاصل ہونے والی معلومات کو ذہن نشین کر لیتی تھیں۔
>
> انھیں علم ریاضی سے بھی دلچسپی تھی۔ اور متعدد مرتبہ ایسا ہوا کہ صحابہ کرام نے میراث کے مسائل آپ سے دریافت فرمائے اور آپ نے ہر وراث کا حصہ شریعت کے مطابق انھیں بتایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے تقریباً 2210 احادیث مروی ہیں۔"(9)

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عورت کی تعلیم و تربیت کی حمایت کی ہے چاہے وہ دینی علوم ہوں یا دنیاوی ، اور عورت ہی خاندان کے تعلیم و تربیت کا ضامن ہے اور علم کی بنا پر عورت کا رتبہ بھی نمایاں ہے جس کے بعد عورت کو تعلیم سے محروم رکھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

2. شادی کی عمر:

اسلام میں نکاح کے لیے بالغ ہونے کی شرط رکھی ہے ۔ جب بچے کو احتلام ہو یا جب بچی کو حیض آنا شروع ہو جائے تو بلوغت کا اظہار ہے۔ عمر کے اعتبار سے بچی 16 سال اور بچہ 18 سال کے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد بھی شادی کروانا ماں باپ کے فرائض میں شامل ہے ۔

3. ستر پوشی کے لیے احکامات:

اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصَّآئِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾(10)

ترجمہ: " بالیقین جو مرد اور جو عورتیں مسلم ہیں، مومن ہیں، مطیعِ فرمان ہیں، راست باز ہیں، صابرہیں، اللہ کے آگے جُھکنے والے ہیں ، صدقہ دینے والےہیں، روزہ رکھنے والے ہیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والےہیں، اللہ نے اُن کے لیے مغفرت اور بڑا اجرمہیّا کر رکھا ہے۔"(11)

قرآن کریم مرد کو بھی ستر و حجاب کا حکم دیتا ہے سورۃ النور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾(12)

ترجمہ: "اے نبیﷺ، مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اُس سے باخبر رہتا ہے۔"(13)

اس حوالے سے تفصیل ڈاکٹر زاکر نائیک نے بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد زنا بالجبر کی روک تھام ہے اور جو اس کا مرتکب ہو اُس کی سخت سزا ہے(14) اور عورت کے حجاب کا فرمان باعثِ تکریم و عزت ہے اور یہ عورت کے لیے شرف کا مقام ہے۔

4. عزت و تحفظ:

عام طور پر معاشرے میں بیٹی کی پیدائش پھر اتنی خوشی کا اظہار نہیں کیا جاتا جب کہ لڑکے کی پیدائش پر جشن کا سما ہوتا ہے اور عقیقہ کے نام پر دعوت و طعام کی محفلیں سجائی جاتی ہیں ۔اور اکثر معاشرے میں تو لڑکی کی پیدائش پر ماں کو گھر سے ہی نکال دیا جاتا ہے۔ جو سب اسلامی تعلیمات کے بر خلاف ہے۔قبل از اسلام لڑکی کی پیدائش بے عزتی اور ہار سمجھی جاتی تھی اور رواجِ عرب کے مطابق زندہ درگور کی جاتی ۔ قرآن پاک میں اس کی عکاسی سورۃ النحل کی آیت میں یوں کی گئی ہے:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ - يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ-﴾[15]

"جب اِن میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اُس کے چہرے پر گلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے چھُپتا پھرتا ہے کہ اِس بُری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے۔ سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا مٹی میں دبا دے؟ دیکھو کیسے بُرے حکم ہیں جو یہ خدا کے بارے میں لگاتے ہیں۔"[16]

ا س آیت مبارکہ سے پتا چلتا ہے بیٹی کی پیدائش کو شرمندگی اور ذلت سمجھ کر وہ ذلت کے باعث زندہ درگور کرنے کا فیصلہ کرتے تھے۔ قرآنِ عظیم نے لڑکی کی پیدائش کو ذلت سمجھنے کے فیصلے کو برا فیصلہ کہا ہے۔ اس لیے لڑکی کی پیدائش پھر غمگین ہونا، اُسے مصیبت یا ہار سمجھنا نا جائز فعل ہے جس کی آخرت میں باز پُرس ضرور ہو گی قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ- بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾[17]

"اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پُوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟ "[18]

اسلام کی آمد سے یہ سنگین جرم ختم ہوا اور بچیوں کے ساتھ حسن سلوک، عزت و تکریم اور اچھی تربیت کو ماں باپ کے موجبِ حصول ِجنت بنایا گیا۔ بچیوں کے ساتھ حسنِ سلوک قیامت کے دن دوزخ سے نجات کا سبب بنے گی۔ عورت کوتحفظ فراہم کرنا تمام محرم رشتوں اور خصوصی ریاست کی اہم ذمہ داری ہے۔

کسی بھی مذہب میں عورت کو تحفظ و عزت میسر نہ تھی جتنی اسلام نے اُسے دی، قرآن عظیم میں تو باقاعدہ عورتوں کے حقوق پر پوری سورة النساء نازل ہوئی ہے ۔عورت بطور ِماں کا رتبہ جاننے کے لیے ملاحظہ ہو سورة الاحقاف میں والدین خصوصی ماں کی عظمت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾[19]

ترجمہ: "ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔ اُس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اُسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا، اور اس کے حمل اور دودھ چُھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔"([20])

عورت کو ماں کی حیثیت سے اولاد کے لیے جنت کے حصول کا ذریعہ کہا گیا ہے اور جہاد سے افضل ماں کی خدمت کو قرار دیا گیا ہے۔ حدیث مبارکہ میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

"عن معاویۃ بن جاھمۃ السلمی، ان جاھمۃ جاء الی النبی ﷺ، فقال : یا رسول اللہ اردت ان اغزو وقد جئت استشیرک، فقال: ھل لک من ام؟ قال: نعم، قال:فالزمھا، فان الجنۃ تحت رجلیھا۔

ترجمہ: معاویہ بن جاہمہ سلمی سے روایت ہے کہ جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور عرض کیا :اللہ کے رسول !میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، اور آپ کے پاس آپ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں، آپ ﷺ نے (ان سے) پوچھا :کیا تمہاری ماں موجود ہے؟ انہوں نے کہا :جی ہاں، آپ نے فرمایا: "انہیں کی خدمت میں لگے رہو، کیونکہ جنت ان کے دونوں قدموں کے نیچے ہے۔"([21])

بحیثیت بیٹی عورت رحمت مانی گئی ہے۔بحیثیت بہن آپ ﷺ جب بھی حضرت فاطمہ تشریف لاتیں تو آپ ﷺ ان کو اپنی جگہ پر بیٹھا دیتے۔مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے:

" حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو یا تین بیٹیوں،یا دو یا تین بہنوں کی پرورش کی اور ان کے ضروری اخراجات کا ذمہ دار بنا، یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں یا وہ خود فوت ہو گیا تو میں اور وہ شخص ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ہوں گے۔ ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔"([22])

اسلام میں عورت بحیثیت بیوی کو گمراہی سے بچنے کا ذریعہ کہا گیا ہے اور نکاح کے ذریعے لغو خیالات اور شیطان سے بچنا ممکن ہے اور یہی خاندانی نظام اور معاشرے کی اکائی ہے۔ اور بیوی کے ساتھ بھلائ کا حکم دیا سورۃ النساء میں ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾([23])

ترجمہ: " ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمھیں نا پسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اُسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔" ([24])

نکاح کے لیے فریقین کی رضامندی ضروری ہے اور کسی صورت زبردستی کی اجازت نہیں۔ عورت کو طلاق کا حق حاصل نہیں مگر خلع کا حق حاصل ہے، طلاق اور خلع دونوں کو اسلام میں ناپسند قرار دیا ہے پھر بحالت مجبوری اجازت ہے تاکہ بگاڑ قائم نہ ہو۔

یہ نظریہ بھی عام ہے اگر کسی باعث لڑکی شادی کے بعد واپس آتی ہے تو اُس کو طعنے کسے جاتے ہیں اور اس کو عزت سے نہیں دیکھا جاتا جس کی اسلام ممانعت کرتا ہے۔حضرت سراقہ بن مالک بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الا ادلکم علیٰ افضل الصدقة ابنتک مردودة الیک لیس لھا کاسب غیرکَ

کیا میں تمھاری رہنمائی سب سے زیادہ فضیلت والے صدقہ کی طرف کروں ؟ تمھاری وہ بیٹی جو تمھارے پاس رہ رہی ہو اور اس کا تمھارے علاوہ کوئی اور کمانے والا نہ ہو ۔"(25)

عورتوں اور بچیوں کی عزت و تکریم ہی آخرت میں نجات کا سبب بن سکتی ہے اور نا زیبا رویے ، بد سلوکی اور ظلم و تشدد کی اسلام میں گنجائش نہیں۔

5. معاوضہ:

﴿اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ﴾(26)

ترجمعہ: "میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں، خواہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔" (27)

جب اللہ کے ہاں مکمل معاوضہ ملے گا ہر عمل کا تو دنیاوی معاملات میں بھی یہی حکم ہے کہ ایک ہی کام کا معاوضہ مرد اور عورت کو یکساں ملنی چاہیے بصورت دیگر حق تلفی ہے جو اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہے۔

6. حقوقِ وراثت:

وراثت میں عورت کو ہر حیثیت سے حصہ دار ٹھہرایا گیا ہے قرآن پاک میں واضح احکامات ہیں کہ:

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ﴾[28]

ترجمہ: " تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ: مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے، اگر دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں تر کے کا دو تہائی دیا جائے۔ اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے، اور اگر میت صاحبِ اولاد ہو اس کے والدین میں سے ہر ایک کوتر کےکا چھٹا حصہ ملنا چاہیے۔ اور اگر وہ صاحبِ اولاد نہ ہو اوروالدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کوتیسرا حصہ دیا جائے۔اور اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں چھٹے حصہ کی حق دار ہوگی۔"[29]

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"انک ان ترکت ولدک اغنیاء خیر من ان تترکھم عالۃ یتکففون الناس، وانک لن تنفق نفقۃ الا اجرت علیھا حتیٰ اللقمۃ ترفعھا الیٰ فی امراتک۔

ترجمہ: "اگر تم اپنے بچوں کو مال دار چھوڑو تو یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ تم انہیں تنگدست چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھیریں۔ اور تم جو بھی خرچ کرو گے اس پر تمھیں ثواب ملے گا یہاں تک کہ اگر تو اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے تو یہ بھی موجب اجر و ثواب ہوگا۔"[30]

7. فیصلہ سازی اور قیادت :

اسلام نے عورت کو فیصلہ سازی کا حق دیا ہے اُس کو ووٹ ڈالنے اور قانون سازی کا حق تو حاصل ہے پھر قیادت کے حوالے سے ممنوعات موجود ہیں جس کے لیے درج ذیل جواز موجود ہیں جو کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک کی کتاب میں جواب دئیے گئے ہیں اس مسئلے پھر:

- "عورت اگر سربراہ ہو گی تو اُسے سربراہاں سے ملاقاتیں بھی کرنے ہوں گی جو کے نا محرم ہیں اور اکثر یہ ملاقاتیں تنہاہی میں بند کمروں میں ہوتی ہیں۔ اسلام کسی عورت کو تنہاہی میں کسی نا محرم سے ملاقات کی اجازت نہیں دیتا۔

- بحیثیت سربراہ عورت منظر عام پھر ہوگی ۔ اُس کی تصاویر اور ویڈیو بنتی ہیں جو کہ غیر محرموں کے ساتھ ہوں گی، مردوں سے ہاتھ ملانا جن سب کو اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے وغیرہ ۔
- لیکن وہ فیصلوں میں حصہ لے سکتی ہے یا قانون سازی کے عمل میں شریک ہو سکتی ۔اسے ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ صلح حدیبیہ کے دوران حضرت ام سلمیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو مشورہ دیتی رہیں۔ ایک ایسے وقت میں جب تمام مسلمان پریشان تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی دلجوئی بھی فرمائی اور انھیں مشورے بھی دیے۔"([31])

اس مضمون سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صنفی مساوات کے لیے جہاں ابھی اقوامِ متحدہ عالمی سطح پر خواتین کے حقوق کے لیے آواز اُٹھا رہی ہے اسلام نے اپنے قوانین کئی سال پہلے اس حوالے سے پیش کر دیے اور ہر لحاظ سے خواتین کو حقوق دئیے۔ حقوق نسواں کے نام پر جو آج کل آزادیِ نسواں کے نعرے بلند ہیں در اصل وہ کامیابی نہیں بلکہ گمراہی ہے ۔ ستر پوشی اور نگاہ نیچی رکھنا مردوں کو بھی احکامات میں ملا ہے۔ سیاسی ، معاشی و معاشرتی آزادی عورت کو اسلام بھی دیتا ہے پھر حدود سے تجاوز کی اجازت نہیں دیتا۔ شادی کی عمر کے تعین پھر جو بل پیش ہوئے ہیں اور مسائل بیان کی جا رہی ہیں وہ در اصل اسلامی تعلیمات سے روگردانی ہے غیر مسلم کے لیے ایسی کوئی پابندی نہیں پھر مسلمان اپنی دینی تعلیمات سے رو گردانی نہیں کر سکتا۔ مسائل کی وجہ یہ ہے کہ عورت اگر کم عمر ہے اس لیے ظلم کا شکار نہیں بلکہ اسلام نے ظلم و جبر سے روکتا ہے ، نان نفقے کی بہترین ذمہ داری نبھانا مرد کی ذمہ داری رکھی ہے، شادی میں نہ صرف عورت کو نکاح میں رضامندی کا حق ضروری رکھا ہے بلکہ اگر بلو غت سے پہلے اگر شادی کر بھی دی جائے تو اُسے ناپسندیدگی کی صورت میں اسلام خلع کا حق بھی دیتا ہے ۔ بلوغت کے ساتھ ہی شادی دراصل جنسی استحصال کا خاتمہ ہے تو اسلامی تعلیمات میں ہی اس مسئلے کا حل ہے مسئلہ در اصل ان تعلیمات کو چھوڑ کر ذاتی مفادات اور معاشرتی غلط رسومات ہیں جن کی پابندی کر کے اسلام کا غلط جواز پیش کیا جاتا ہے جس کی روک تھام علمائے کرام کا فرض ہے حق و باطل کو منظرِ عام پر لانا ہمارا اولین فرض ہے۔

سفارشات و تجاویز:

خواتین کو جو حقوق اسلام نے مہیا کیے ہیں ان کے بارے میں علمائے کرام عوام کو وقتاً فوقتاً آگائی دیں اور جیسے ان کے معاملے میں ناانصافی کرنے سے بچنے کی ہدایات دی جائیں۔ناانصافی کو عوام، علمائے کرام اور حکمران مل کر دور کریں۔ایسے سخت قانون بنائے جائیں اور ان پر عمل درآمد کیا جائے کہ کوئی اس بارے میں سوچ بھی نہ سکے۔ اور جن معاملات میں آزادیِ نسواں کے نام پھر غلط اور ناجائز مطالبات کی جارئیں ہیں ان کی ہر سطح پر تردید کی جائے تاکہ صنفی مساوات کا صحیح حق ادا ہو اور مرد و زن دونوں کو ان کے جائز حقوق میسر ہو سکیں۔

حواشی و حوالہ جات

---

[1] 52. UN. General Assembly (70th sess: 2015-2016), UNITED NATIONS TRANSFORMING OUR WORLD: THE 2030 AGENDA FOR SUSTAINABLE DEVELOPMENT: resolution A/RES/70/1, New York, 2015, Pg.: 20

[2] القرآن، سورۃ الحجرات: 13

[3] مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن ، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور ، 1396ھ، ص:1313

[4] القرآن، سورۃ البقرہ: 228

[5] مودودی، تفہیم القرآن، ص:101

[6] القرآن، سورۃ النساء: 34

[7] مودودی، تفہیم القرآن، ص:217

[8] ڈاکٹر ذاکر نائیک، اسلام میں خواتین کے حقوق، (مترجم سید امتیاز احمد)، دار النوادر، لاہور، 2006ء، ص:37

[9] ڈاکٹر ذاکر نائیک،اسلام میں خواتین کے حقوق، (مترجم سید امتیاز احمد)، ص:43

[10] القرآن، سورۃ الاحزاب: 35

[11] مودودی، تفہیم القرآن، ص:1073

[12] القرآن، سورۃ النور: 30

[13] مودودی، تفہیم القرآن، ص:899

[14] ڈاکٹر ذاکر نائیک، اسلام میں خواتین کے حقوق، (مترجم سید امتیاز احمد)، ص:75
اس موزوں کے لیے درج ذیل صفحات ملاحظہ ہوں70-77

[15] القرآن، سورۃ النحل: 58،59

[16] مودودی، تفہیم القرآن، ص:695

[17] القرآن، سورۃ التکویر: 8،9

[18] مودودی، تفہیم القرآن، ص:1521

[19] القرآن، سور ہ الاحقاف: 15

[20] مودودی، تفہیم القرآن، ص:1277

[21] النسائی، امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب، سنن نسائی، (مترجم ڈاکٹر عبد الرحمٰن بن عبد الجبار الفریوائی)،کتاب الجهاد، باب: الرخصة فی التخلف لمن له والدة، موسسة دار الدعوة التعلیمیة الخیریة، نئی دہلی ، ج:2، ص: 751، رقم الحدیث:3106

[22] امام حنبل، حضرت احمد بن حنبل، مسندامام احمد بن حنبل مترجم، (مترجم مولانا محمد ظفر اقبال)، مسند انس بن مالک، ج:5، ص: 453-454، رقم حڈیث:12526،مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2009۔

[23] القرآن، سورة النساء: 19

[24] مودودی، تفہیم القرآن، ص:209

[25] امام ابن ماجہ، حافظ ابی عبد اللہ محمد بن یزید ،شرح سنن ابن ماجہ (مترجم ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر)(شرح علامہ محمد لیاقت علی رضوی)، شبیر برادرز، لاہور، 2015ء ، کتاب الادب، باب بر الوالد والاحسان الی البنات، رقم حدیث؛ 3667 ، ج 6، ص:165

[26] القرآن، سورة آل عمران: 195

[27] مودودی، تفہیم القرآن، ص:195

[28] القرآن، سورة النساء: 11

[29] مودودی، تفہیم القرآن، ص؛203

[30] امام بخاری، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری اردو، (مترجم فضیلة الشیخ حافظ عبد الستار الحماد)، مکتبہ دار السلام، الریاض، 1433ھ، کتاب الفرائض، باب میراث البنات، ج: 6، ص: 196، رقم حدیث: 6733

[31] ڈاکٹر ذاکر نائیک، اسلام میں خواتین کے حقوق، (مترجم سید امتیاز احمد)، ص:69-71